مصارف زکاۃ

www.rafeeqtahir.com/ur/play-1779.html

محمد رفیق طاہر عفی اللہ عنہ

www.rafeeqtahir.com

زکاۃ وصدقات کے کل مصارف صرف آٹھ ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

صدقات صرف اور صرف فقراء' مساکین' زکاۃ کے عاملین'مؤلفۃ القلوب، غلاموں (کی آزادی) غارمین،(جہادِ) فی سبیل اللہ' اور مسافروں کے لیے ہی ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے اور اللہ تعالی خوب جاننے والا خوب حکمت والا ہے۔

سورة التوبة: ٦٠

١- فقراء:

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنکا کوئی ذریعہ آمدن نہ ہو۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:



لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا

ان فقراء کے لیے جو اللہ کی راہ میں روک دیے گئے ہیں وہ زمین میں (حصول معیشت کے لیے) چلنے پھرنے کی استطاعت نہیں رکھتے' (ان کے حالات سے) ناآشنا انکے سوال نہ کرنے کی وجہ سے انہیں غنی سمجھتا ہے۔ آپ انہیں انکی نشانیوں کے پہچان لیں گے۔ وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔

سورة البقرة: ٢٧٣

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالی نے فی سبیل اللہ یعنی جہاد کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کر دینے والوں کو فقراء کہا ہے کہ انکے پاس جہاد یا اسکی تیاری میں مصروف رہنے کی وجہ سے کمائی کرنے کی فرصت نہیں۔

٢- مساکین:

ان لوگوں کو کہتے ہیں جنکی آمدنی انکی زندگی کی بنیادی ضروریات پوری نہ کرے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا

جو کشتی تھی تو وہ مساکینوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے، میں نے اسے عیب دار بنانا چاہا (کیونکہ) انکے آگے ایک بادشاہ ہے جو ہر (صحیح سلامت) کشتی چھین کر لے لیتا ہے۔

سورة الكهف: ٧٩



عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہ آیت یوں پڑھتے تھے:

«أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا»

انکے آگے ایک بادشاہ ہے جو ہر صحیح وسالم کشتی کو چھین کر لے لیتا ہے۔

صحيح البخاری: ٣٤٠١

اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہ وتعالی نے کشتی کے مالکان کو "مساکین" کہا ہے۔ یہ کشتی کے مالک تھے' اپنا کاروبار تھا لیکن پھر بھی مسکین۔ کیونکہ انکی آمدن انکی زندگی کی بنیادی ضروریات پورا نہیں کرتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

«لَيْسَ المِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلَكِنِ المِسْكِينُ الَّذِي لاَ يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلاَ يُفْطَنُ بِهِ، فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلاَ يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ»

مسکین وہ نہیں جو لوگوں پر چکر لگاتا رہتا ہے' اسے ایک یا دو لقمے اور ایک یا دو کھجوریں دے دی جائیں تو چل دیتا ہے۔ لیکن مسکین وہ ہے جو نہ تو اتنا مال رکھتا ہے جو اسے بے نیاز کر دے اور نہ اسکا پتہ چلتا ہے کہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ کھڑا ہو کر لوگوں سے سوال کرتا ہے۔

صحيح البخاری: ١٤٧٩

الغرض مسکین وہ ہوتا ہے کہ جسکے پاس مال ہو' لیکن اتنا نہ ہو کہ اسکی ضروریات پوری ہو جائیں اور وہ غنی وبے نیاز ہو جائے۔ لیکن اپنی خودداری کی بناء پر وہ کسی سے مانگتا بھی نہیں۔

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا



۳- عاملینِ صدقہ:

وہ لوگ جو صدقات کا مال صاحب ثروت لوگوں سے جمع کرکے مستحق افراد تک پہنچاتے ہیں۔ چونکہ انکے شب وروز اسی کام میں صرف ہوتے ہیں تو انکی زندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے صدقات وزکاۃ کے مال سے انہیں معقول تنخواہ دی جاسکتی ہے۔ اور عامل اس تنخواہ کے سوا اور کچھ بھی نہیں لے سکتا۔

سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا، فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ»

ہم جسے بھی کسی کام پر مقرر کریں اور اسے وظیفہ دیں، تو اسکے علاوہ وہ جو کچھ بھی لے گا وہ خیانت ہے۔

سنن أبي داود: ٢٩٤٣

البتہ وظیفہ کے سوا وہ اپنی تین بنیادی ضروریات پوری کر سکتا ہے۔

سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا»

ہمارا جو بھی عامل ہے وہ (بیت المال کے خرچہ پہ) شادی کرلے، اور اگر اسکے پاس خادم نہیں تو ایک غلام خرید لے، اور اگر اسکے پاس رہائش نہیں تو ایک گھر خرید لے۔

سنن ابی داود: ٢٩٤٥

اسکے علاوہ کچھ بھی کسی بھی عامل کے لیے حلال نہیں ہے۔ حتی کہ کسی عامل کو اگر کوئی تحفہ بھی دیا جائے تو اس پر بھی اسکا حق نہیں بلکہ اس تحفہ کو بھی بیت المال میں ہی جمع کروانا ہوگا۔

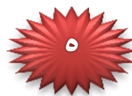
سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:



أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا، فَجَاءَهُ العَامِلُ حِينَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي. فَقَالَ لَهُ: «أَفَلاَ قَعَدْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ، فَنَظَرْتَ أَيُهْدَى لَكَ أَمْ لاَ؟» ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَتَشَهَّدَ وَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: " أَمَّا بَعْدُ، فَمَا بَالُ العَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ، فَيَأْتِينَا فَيَقُولُ: هَذَا مِنْ عَمَلِكُمْ، وَهَذَا أُهْدِيَ لِي، أَفَلاَ قَعَدَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَنَظَرَ: هَلْ يُهْدَى لَهُ أَمْ لاَ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لاَ يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ، وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ، وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ، فَقَدْ بَلَّغْتُ "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عامل مقرر فرمایا، تو جب وہ کام سے فارغ ہو کر واپس آیا تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کے لیے ہے اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تو اپنے باپ اور ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا پھر تو دیکھتا کہ تجھے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں؟! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے نماز کے بعد کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا: اما بعد! عامل کو کیا ہے کہ ہم اسے کسی کام پر بھیجتے ہیں تو وہ ہمارے پاس آکر کہتا ہے یہ تمہارا عمل ہے اور یہ مجھے تحفہ ملا ہے۔ وہ اپنے باپ اور ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا پھر وہ دیکھتا کہ اسے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ تم میں سے کوئی بھی اس (مال) میں کچھ بھی خیانت کرے گا تو وہ اسے قیامت کے دن اپنی گردن پہ اٹھا کر ضرور لائے گا، اگر اونٹ ہوا تو وہ اسے بھی لائے گا اسکے بلبلانے کی آواز ہو گی، اور اگر گائے ہوئی تو اسے بھی لائے گا جبکہ اسکے ڈکرانے کی آواز ہو گی اور اگر بکری ہوئی تو وہ اسے بھی لائے گا اس حال میں کہ وہ بکری ممیا رہی ہو گی۔ یقینا میں نے پہنچا دیا ہے۔

صحيح البخاري: ٦٦٣٦



۴- مؤلفۃ القلوب:

اس سے مراد نو مسلم ہیں۔ انہیں اسلام پہ پختہ کرنے کے لیے ان پہ صدقات کا مال خرچ کیا جاتا ہے۔

۵- رقاب:

اس سے مراد مسلمان غلام ہیں۔ یعنی مسلمان اگر غلام ہو تو غلامی کے طوق سے اسے آزاد کرانے کے لیے صدقات وزکاۃ کا مال استعمال کیا جاسکتا ہے۔

٦- غارمین:

غارم ایسے شخص کو کہتے ہیں جو قرض کے بوجھ تلے دب جائے اور اسکے پاس قرض ادا کرنے کی طاقت نہ ہو۔

سیدنا قَبیصہ بن مُخارق الہلالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَقِمْ يَا قَبِيصَةُ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ، فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا»، ثُمَّ قَالَ: " يَا قَبِيصَةُ، إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ، فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَهَا، ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ، فَاجْتَاحَتْ مَالَهُ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ، فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ " - أَوْ قَالَ: «سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ» - " وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ، حَتَّى يَقُولَ: ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَى مِنْ قَوْمِهِ قَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا الْفَاقَةُ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ، فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ - أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ - ثُمَّ يُمْسِكُ، وَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ، يَا قَبِيصَةُ، سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا "

میں نے (کسی مقروض کے قرض یا کسی کی طرف سے دیت ادا کرنے کا) کوئی بوجھ اٹھایا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قبیصہ ٹھہر حتی کہ ہمارے پاس



صدقہ کا مال آئے تو ہم اس میں سے تیرے لیے بھی حکم دیں گے۔ پھر فرمایا اے قبیصہ! سوال کرنا تین میں سے کسی ایک بندے کے سوا کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے۔

ا۔ وہ جس نے کوئی بوجھ اٹھایا ہو' اسکے لیے سوال کرنا حلال ہو جاتا ہے حتی کہ وہ بوجھ اس سے اتر جائے' پھر وہ مانگنے سے رک جائے۔

۲۔ وہ شخص جس پہ کوئی آفت آئی ہو جو اسکا سارا مال ختم کر دے' تو اسکے لیے بھی سوال کرنا حلال ہو جاتا ہے' حتی کہ اسکی ضروریات زندگی اسے حاصل ہو جائیں۔

۳۔ وہ آدمی جو فاقہ کشی کا شکار ہو جائے' حتی کہ اسکی قوم کے تین سمجھدار آدمی کہیں کہ فلاں شخص فاقہ کا شکار ہو گیا ہے۔ تو اسکے لیے بھی سوال کرنا حلال ہو جاتا ہے حتی کہ اسکی ضروریات زندگی اسے مل جائیں' پھر وہ رک جائے۔

اے قبیصہ اسکے سوا جو بھی سوال ہے تو وہ حرام ہے، مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔

سنن ابی داود: ١٦٤٠

۷- فی سبیل اللہ:

یعنی اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے۔ کچھ لوگ یہاں فی سبیل اللہ سے ہر نیکی کا کام مراد لے لیتے ہیں۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ فی سبیل اللہ سے یہاں مراد صرف جہاد فی سبیل اللہ ہی ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ: لِعَامِلٍ عَلَيْهَا، أَوْ لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ لِغَنِيٍّ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ، أَوْ فَقِيرٍ تُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَأَهْدَاهَا لِغَنِيٍّ، أَوْ غَارِمٍ "

پانچ آدمیوں کے سوا کسی بھی غنی کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے:

ا۔ صدقہ کا عامل۔

۲. یا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔
۳. یا وہ غنی جو صدقہ کی چیز اپنے مال سے خرید لے۔
۴. یا کسی فقیر کو صدقہ دیا گیا تو اس نے کسی غنی کو تحفہ کے طور پر دیا۔
۵. یا غارم (چٹی بھرنے والا)۔

سنن ابن ماجه: ١٨٤١

یہ واضح نص ہے کہ فی سبیل اللہ کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعیین فرمادی ہے کہ اس سے مراد غازی فی سبیل اللہ ہے' کوئی اور نہیں!۔

۸- مسافر:

اس سے مراد وہ مسافر ہے کہ دوران سفر جس کا زادِ راہ ختم ہو جائے' یا لُٹ جائے، یا کم پڑ جائے۔

یہ کل آٹھ قسم کے افراد ہیں جن پر صدقہ یا زکاۃ مال لگتا ہے۔ انکے علاوہ اور کسی کے لیے صدقہ کا مال جائز نہیں خواہ صدقہ فرضی ہو (مثلا: زکاۃ' فطرانہ' عشر' وغیرہ) یا نفلی ہو۔
اور پھر ان آٹھ قسم کے افراد کے صدقہ کا مستحق ہونے کی یہ شرط ہے کہ سب مؤمن و موحد ہوں' کافر و مشرک نہ ہوں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى اليَمَنِ، فَقَالَ: «ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ»



جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا: انہیں اللہ تعالی کی توحید اور میری رسالت کی گواہی کی دعوت دینا' اگر وہ اس بارہ میں تیری اطاعت کر لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں' تو اگر وہ اس بارہ میں بھی تیری مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ فرض کیا ہے جو انکے اغنیاء سے وصول کر کے انہی کے فقراء کو دیا جائے گا۔

صحيح البخاری: ١٣٩٥

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ انہی کے اغنیاء سے وصول کر کے انہی کے فقراء کو دیا جائے گا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ توحید رسالت کی گواہی دینے اور نماز قائم کرنے والوں سے زکاۃ وصدقات وصول کیے جائیں اور توحید ورسالت کی گواہی دینے والوں اور نماز قائم کرنے والوں میں سے جو فقراء ومساکین ہیں انہی کو دیے جائیں۔ صدقہ وزکاۃ نہ تو کسی کافر سے وصول کرنا درست ہے اور نہ ہی کسی کافر کو دینا جائز ہے۔

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ کسی کا یتیم، یا بیوہ ہونا، یا کسی کا دینی تعلیم حاصل کرنا، اسے صدقہ یا زکاۃ کا مستحق نہیں بناتا، بلکہ صدقہ یا زکاۃ کا مستحق ہونے کے لیے ان آٹھ قسم کے افراد میں شامل ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی بیوہ یا یتیم وغیرہ ان آٹھ قسم کے افراد میں شامل ہے تو اسے صدقہ وزکاۃ کا مال دیا جا سکتا ہے' وگرنہ نہیں۔

